صلیبی جنگوں کا خاتمہ: اعلامیہ امن

[نوسو برس پہلے پوپ اربن دوم نے مسلمانوں کے خلاف "مقدس" جنگ میں شرکت کے لیے مسیحی یورپ سے اپیل کی تھی۔ اس اپیل سے جس عسکری کشمکش کا آغاز ہوا، وہ تو دو صدیاں گزرنے پر اپنے منطقی انجام کو پہنچی، مگر کسی ذمہ دار فرد یا ادارے کی طرف سے پوپ اربن دوم کے اعلامیۂ جنگ کی تنسیخ نہیں کی گئی۔ گزشتہ سال کے آخر میں "سویڈش اکیڈمی فار ڈویلپمنٹ" کی دعوت پر بیس بائیس اہل علم و دانش سوئٹزر لینڈ کے شہر "بائیے" میں جمع ہوئے اور اُنہوں نے صلیبی جنگوں کے خاتمے کا باقاعدہ اعلان کیا۔ شرکاء میں اکثریت تو مسیحی اہلِ علم کی تھی، تاہم ان میں ایران، پاکستان، شام اور مصر کے مسلمان مذہبی رہنما اور اصحابِ فکر بھی شامل تھے۔ اجتماع کے خاتمے پر جو اعلامیہ جاری کیا گیا، اس کا مکمل ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔۔مدیر]

۲۷ نومبر ۱۰۹۵ء کو فرانس کے قصبے کلیر مونٹ میں پوپ اربن دوم نے پہلی صلیبی جنگ میں شرکت کے لیے اپیل کی تھی۔ مسیحی کیلنڈر کے مطابق اس اپیل کو نوسو برس کا عرصہ گزرنے پر آج ۲۷ نومبر ۱۹۹۵ء کو ہم سوئٹزر لینڈ کے شہر بیل/ بائیے میں مجتمع ہیں۔ پوپ اربن کے اعلانِ جنگ کے تقریباً دو صدی بعد ۱۲۹۱ء میں صلیبی جنگیں ختم ہو گئی تھیں، لیکن واقعی "اعلامیۂ امن" کبھی سامنے نہیں آیا۔ صلیبی جنگیں تاریخ میں اس امر کی ایک مثال ہیں کہ جنگ کے جواز کے لیے کس طرح مذہب کو استعمال کیا گیا ہے۔ [صلیبی جنگوں کا نتیجہ ہے کہ] آج تک اجتماعی یادیں اور صلیبی ذہنیت موجود ہے۔ ہمارے پیشِ نظر یہ ہے کہ باہم مل جل کر اس صورتِ حال پر قابو پائیں اور "صلیبی روح اور ذہنیت" کا خاتمہ کر دیں۔

اجلاس میں شریک مسیحی ساتھی اپنے مسلمان، آرتھوڈکس مسیحی اور یہودی بھائیوں اور بہنوں سے اس تباہی، قتل و غارت اور ظلم و ستم کے لیے معافی کے خواستگار ہیں جس سے اُنہیں صلیبی جنگوں کے دوران میں گزرنا پڑا تھا۔ دو بڑے ابراہیمی مذاہب، اگرچہ باہم دگر کشمکش اور جنگ و جدل کی مشترک تاریخ کے حامل ہیں، تاہم پُرامن تعاون اور ایک دوسرے سے استفادہ بھی ان کی تاریخ کا حصّہ ہے۔ اگر صلیبی جنگیں اپنے ظلم و ستم کی وجہ سے نمایاں ہیں، تو بھی ہم اپنی [خوشگوار] تاریخ اور مستقبل پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔ ہم اپنے تاریخ نگاروں کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ مسلم - مسیحی روابط پر تحقیق کریں،

تاریخ کے تاریک لمحوں کی جگہ روشن حصّوں کو نمایاں کریں اور نظامِ تعلیم میں نفرت و انتقام کی آوازوں کی جگہ باہمی تعاون کے تناظر کو عام کریں۔

آج ۲۷ نومبر ۱۹۹۵ء کے دن اُن لوگوں کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کے لیے ہم یہاں بھرپور رنج والم کے ساتھ یکجا ہیں، جو گمراہانہ جوشِ خطابت اور تشدّد کا نشانہ بنے تھے، ہم اُن بہت سے لوگوں کے ہم آواز ہیں جو ہمارے روابط میں ایک نئے آغاز کے داعی ہیں۔

ہم آج دُنیا میں بین المذاہب مکالمے کی عظیم روایت کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ مسلمانوں، مسیحیوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے درمیان ہزاروں مکالمے پروان چڑھیں، تمام سطحوں پر اور تمام میدانوں میں۔ اِس موضوع پر مکالمہ ہو کہ اُنہیں دوسرے سے کس بات کا خوف ہے۔ اس بات پر مکالمہ ہو کہ ان کے لیے باہمی کشش کا باعث کیا ہے اور اسی طرح مشترکہ مسائل کے حل کے لیے مکالمہ ہو۔ ایک دوسرے کے بارے میں ہمارے علم میں کوئی گہرائی نہیں اور زیادہ تر یہ منفی نوعیت کا ہے۔ ہمیں اختلافی نکات کا سامنا کرنے، انہیں جاننے اور اُن کا احترام کرنے کے لیے اپنے اندر جرأت پیدا کرنا چاہیے۔ ہم میں اتنی جرأت ہونا چاہیے کہ مشترک خوف پر بحث کر سکیں۔

ہم ہر قسم کے تشدّد پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے مذہبی رہنماؤں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مذہب کے نام پر جنگ اور تشدّد کے استعمال کی کھلے عام مذمّت کریں۔ مکالمہ اور عدمِ تشدّد کی انجیلی اور قرآنی بنیادوں پر زور دیا جانا چاہیے۔ آیئے بطور مسیحی ہم ثبوت کے محتاج اُن دعووں کی مزاحمت کریں جو اسلام اور مسلمانوں کو ایک نئے خطرے کے طور پر پیش کرتے ہیں اور جو "تہذیبوں کے تصادم" کی قیاس آرائیوں پر مبنی ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تصادم کی یہ پیش گوئی عملی جامہ پہن لے۔ آیئے بطور مسلمان ہم ہنوز ثبوت کے محتاج اُن دعووں کی مزاحمت کریں جو مسیحیوں کو ہمہ وقت دشمن اور مسیحیت کو "صلیبی" تہذیب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

ہم ہر قسم کے سیاسی ظلم و تشدّد کی مذمّت کرتے ہیں۔ جو لوگ ہمارے درمیان زندگی گزار رہے ہیں، اُن کے وجود کو پورے طور پر تسلیم کر لیا جائے۔ مسیحی اور مسلمان نہ صرف جغرافیائی طور پر ہمسائے ہیں، ہماری تاریخ کی طرح ہماری زندگیاں باہم گندھی ہوئی ہیں، کیوں کہ ہم ایک دوسرے کے ملکوں میں اقلیتوں کی حیثیت سے وجود رکھتے ہیں۔ کسی "دوسرے درجے کی شہریت" کو تسلیم نہ کیا جائے۔

ہم ہر قسم کے معاشی استحصال کی مذمّت کرتے ہیں۔ ہم اِس بات کا عہد کرتے ہیں کہ معاشرتی انصاف کو پروان چڑھائیں گے اور مذہبی شناخت کی بنیاد پر عدمِ مساوات کی سبھی شکلوں کا مقابلہ کریں گے۔ مختلف مذاہب کے خطّوں کے درمیان کاروبار کو منصفانہ ہونا ہے، تاکہ یہ پُرامن بقائے باہمی کی بنیاد بن سکے۔

اسلام اور مسیحیت کے خدائی پیغامات کے حاملین واضح تر لفظوں میں مندرجہ ذیل اقدامات تجویز

کرتے ہیں۔
* حقیقی مکالموں کی ایک شرط کے طور پر ہم مسیحیوں، مسلمانوں اور دوسرے اہلِ مذہب کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ دوسرے مذاہب کو اس طرح سمجھنے کی کوشش کریں جیسے ان کے ماننے والے سمجھتے ہیں۔
* ہم تاریخ، شہریت اور مذہبی تعلیم کے لیے تدریسی مواد (بالخصوص اسلام اور مسیحیت کے بارے میں) کی تیاری کے اُن اقدامات کی تائید کرتے ہیں جو تمام فریقوں کے لیے قابلِ قبول ہے۔
* ہم دونوں مذہبوں کے پیروکاروں سے درخواست کرتے ہیں کہ دوسرے مذہب کے بارے میں لکھتے اور بولتے ہوئے آزادیِ تقریر کا غلط استعمال نہ کیا جائے۔
* ہم مسیحیوں، مسلمانوں اور دوسروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ انسانی وقار، خاندانی اقدار، سماجی انصاف، نیز امن و آزادی کی ہمت افزا اخلاقیات کو پروان چڑھانے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے باہم مل جل کر کام کریں۔
* ہم مسیحیوں، مسلمانوں اور دوسروں کی اِس مقصد کے لیے حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ تنازعات کے حل کے لیے عدم تشدّد پر مبنی تجاویز سامنے لانے، انہیں بہتر بنانے اور آخر الامر انہیں عملی جامہ پہنانے کے لیے مل جل کر کام کرنے کے ذرائع تلاش کریں۔
* ہم مسیحیوں، مسلمانوں اور دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ جہاں کہیں اکٹھے رہتے ہیں، مستقل بنیادوں پر بین المذاہب کونسلیں تشکیل دیں، جن کا مقصد باہمی احترام اور امن و سلامتی کو فروغ دینا ہو اور تمام گروہوں کے انسانی حقوق کی وکالت کریں۔
* ہم بوسنیا کے اندر اور باہر مسیحیوں، مسلمانوں اور دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ ملک کی تعمیرِ نو کے لیے مذہبی حد بندیوں کے آر پار تعاون کریں۔
* ہم ذرائع ابلاغ کے کارپردازوں کے ساتھ صحافت کی زیادہ ذمہ دارانہ اور امن افزا شکلوں پر تبادلۂ خیال کرنے کی اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔

آج کے دن، جب صلیبی جنگوں کے لیے اپیل کو نو صدیاں پوری ہو رہی ہیں، ہم مسیحیوں، مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کے پیروکاروں سے اپیل کرتے ہیں کہ محض رواداری سے اوپر اُٹھیں۔ ہمیں ایک دوسرے کے لیے اپنے دل اور ذہن وا کر دینے چاہییں۔ اپنی نسبت کسی دوسرے شخص کو مختلف پاکر خطرے کی بُو سونگھنے کے بجائے آئیے ہم خوش ہوں کہ اس صورتِ حال سے سیکھنے، کچھ پانے، امن سے رہنے اور امن کی فضا پیدا کرنے کا موقع ملا ہے۔ دُنیا کی ہر دوسری شے کی طرح دو بڑے مذاہب میں بھی ترقیاتی تبدیلی آرہی ہے۔ دینی لگن کا بنیادی پیغام قائم رکھتے ہوئے، آئیے! ہم نئے طریقے، افعال اور محاورات تلاش کریں۔ یہ بات کسی شخص کے اپنے مذہب کی آزادیِ تعبیر کی روح میں شامل ہے کہ دوسرے مذاہب کے لیے اپنے اندر واقعی جذبۂ احترام پیدا کرے۔ آئیے عہد کریں کہ

آئندہ نو سو برس، بلکہ اِس سے آگے بھی فعّال امن کا دور ہو گا، جو ہمارے دلوں اور ذہنوں میں تشکیل پائے گا اور ہمارا عملِ اِس کا ساتھ دے گا۔

مشرقِ وسطیٰ

بیت لحم کی مسیحی برادری کی پوپ جان پال دوم سے اپیل

[ایسٹر کے مسیحی تہوار کے موقع پر بیت لحم کی "کمیٹی برائے دفاعِ اراضی" نے اسرائیلی حکّام کے ظالمانہ رویّوں کے بارے میں پوپ جان پال دوم کو خط لکھا کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے صورتِ حال کی بہتری کی کوشش کریں۔ خط کے ساتھ ۲۰-۳۰ صفحات پر مشتمل ضمیمے میں کمیٹی کے نقطۂ نظر کے حامیوں کے دستخط تھے۔ "واشنگٹن رپورٹ آن مڈل ایسٹ افیرز" کے شکریے کے ساتھ خط کا ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔ مدیر]

جب مسیحی دُنیا "مقدّس ہفتے" کی یاد اور خداوند یسوع مسیح کی "قیامت" کی تقریب منا رہی تھی، بیت لحم کی مسیحی آبادی کے لیے مقدّس شہر یروشلم تک رسائی کا ہر راستہ بند تھا۔ یروشلم حاضر ہونے سے یہ محرومی اسرائیل کی توسیع پسندی اور جنگ پر مبنی مسلسل پالیسیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے غم و غصہ اور نااُمیدی پر مزید اضافہ تھا۔ اس وقت جب تمام متعلقہ فریقوں کو امن کی حکمتِ عملی تشکیل دینے اور اسے رُو بہ عمل لانے کے لیے کوشاں ہونا چاہیے، فلسطینیوں کو اُن کی زمین پر ناجائز اور جابرانہ قبضے کے ساتھ اقتصادی گھیراؤ اور فوجی ناکہ بندی سے پیدا ہونے والی مشکلات کا سامنا ہے۔

مذکورہ بالا پس منظر میں، ہم آپ سے اِس توقع پر اپیل کرتے ہیں کہ آپ بیت لحم کی مسیحی برادری کو تازہ ترین خطرے سے بچانے کے لیے ہماری طرف سے اقدام کریں گے۔ اسرائیلی حکّام کی جانب سے زمین بحقِ سرکار ضبط کر لیے جانے کے فیصلہ سے عوامی غیظ و غضب پیدا ہو رہا ہے۔ کیوں کہ

۱۔ ۱۹۶۷ء سے اب تک بیت لحم کی ۶۳ فیصد زمین بحقِ سرکار ضبط کی جا چکی ہے، اور بیت لحم اب مزید زمین کا ضیاع برداشت نہیں کر سکتا۔

۲۔ بیت لحم کا جو رقبہ بحقِ سرکار ضبط کیا جا رہا ہے، یہ سات ہزار دونم سے زیادہ ہے اور اس سے ہمارے قصبے کی آئندہ توسیع مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ آبادی کے لحاظ سے، نیز اقتصادی طور پر اِس ضبطی کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔

۳۔ یہ ضبطی، جس میں زیادہ تر مسیحیوں کی زمین شامل ہے، مسیحی آبادی کی نقلِ مکانی کے روکنے کے